ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

مسئلہ قومیت اور اسلامی آفاقیت کا تصور

(The Problem of Nationalism and the Concept of Islamic Unity)

Dr. Hafiz Arshid Iqbal
Lec. Govt Khawaja Rafique
Shaheed College, Lahore.
hafizarshad555@gmail.com

Dr. Haris Mubeen
Dir. Centre for Quran & Sunnah,
Univeristy of the Punjab, Lahore.
haris.szic@pu.edu.pk

ABSTRACT:

How to build a nation? This debate among the Muslims of the subcontinent arose during the colonial period, Allama Iqbal was of Muslim nationality while Abul Kalam Azad, Maulana Muhammad Ali Jauhar and Syed Hussain Ahmed Madani were of separate nationalist. Everyone had their own arguments, the goal was that Muslims benefit from gathering under the flag of Muslim nationality or struggling with the platform of united nationality. How can the religious and economic interests of the Muslims of the subcontinent be protected? Maulana Syed Hussain Ahmed Madani was the pioneer of pro-United Nationalists scholars. Maulana Hussain Ahmed Madani, while addressing a gathering in Sadar Bazar, Delhi in 1938, said," "In today's time, nations are formed by blood, not by race or religion. The inhabitants of England are considered a nation However, there are also Jews and Christians." Allama advocated the unity of Hindus and Muslims but was opposed to a united Indian nationhood. Compared to Allama, Maulana Mohammad Ali Jauhar who established Jamia Millia, Maulana Azad and Syed Hussain Ahmed Madani were powerful voices regarding united Hindi nationalism. "Maulana Azad, in his address as Congress president in 1940, said," "The common life of our millennials has moulded a united nation." Whether we like it or not, we have now become an Indian nation. The article will present a comparative analysis of Allama's concept of nationhood and the views of Maulana Azad, Maulana Muhammad Ali Jauhar and Syed Hussain Ahmed Madani.

Key words:

Nation, subcontinent, Syed Hussain Ahmed Madani, unity, millennials, Abul Kalam Azad, financial benefits, social identity.

1- تعارف

قوم کیسے بنتی ہے؟ برصغیر کی تاریخ میں یہ مسئلہ اس وقت پیدا ہوا جب برصغیر کے مسلمانوں کے سیاسی، سماجی اور مذہبی حقوق کی حفاظت مقصود تھی۔ علامہ اقبال، ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر اور سید حسین احمد مدنی جیسی مقتدر علمی شخصیات نے اپنے علم کے مطابق اس تصور کو واضح کیا اور اپنی رائے پر دلائل فراہم کیے‛ ذیل کے آرٹیکل میں مسئلہ قومیت اور اسلامی آفاقیت کے تصور کو فکرِ اقبال کی روشنی میں نمایاں کیا جائے گا۔

2- اجتماعی شناخت کے ظہور کی سطحیں اور قومیت کا تصور

انسان کی معاشرتی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آج تک انسان کی اجتماعی شناخت کا ظہور تین سطحوں پر ہوا ہے: معاشرتی ، نظریاتی اور مفاداتی۔

(ا) معاشرتی/سماجی شناخت کا احساس فطری ہے۔جیسے ایک نسل یا ایک خطے سے تعلق۔خونی رشتے اور علاقائی تعلق سے اجتماعی شناخت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

(۲) دوسری اجتماعی شناخت وہ ہے جو ایک نظریہ پیدا کرتا ہے۔عام طور پر یہ شناخت ایک فرد سے منسوب ہوتی ہے۔اس کی ایک صورت مذہبی شناخت ہے۔مذہب اگرچہ ایک نظامِ فکر (worldview) ہے مگر اس کے مختلف ادوار پیغمبروں کے حوالے سے معروف ہیں۔ہمارے نزدیک اسلام ہر ایسے معاشرے کا دین رہا ہے جو الہامی ہدایت پر یقین رکھتا ہے تاہم اسلام کے مختلف ادوار مختلف پیغمبروں سے نسبت رکھتے ہیں۔ایک دور وہ ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام سے منسوب ہے۔آخری دور سیدنا محمدﷺ سے۔پیغمبر کی نسبت سے جو اجتماعیت پیدا ہوتی ہے، اسے امت کہا جاتا ہے۔دین کی نسبت سے جو اجتماعیت وجود میں آتی ہے، اسے ملت کہتے ہیں۔

(۳) تیسری اجتماعی شناخت وہ ہے جو مفاداتی ہے۔ایک مشترکہ مفاد لوگوں کوایک جگہ جمع کردیتا ہے۔اس کی مثال جدید ریاست کا تصور ہے۔بقول خورشید ندیم:

> ”جدید ریاست ایک معاہدے کے نتیجے میں قائم ہوتی ہے۔اس میں ریاست ایک شہری کو بعض باتوں کی ضمانت دیتی ہے اور اس کے بدلے میں اس سے ریاستی وفاداری سمیت کچھ مطالبات کرتی ہے۔جو اس معاہدے کوقبول کرلے، وہ ریاست کا شہری یا حصہ بن جاتا ہے‘ جیسے اگرایک آدمی چند خاص شرائط کو پورا کردے تو وہ امریکہ کا شہری بن سکتا ہے۔جدید علم اسے قومی ریاست کہتا ہے۔ان شناختوں میں سے صرف مذہبی شناخت ایسی ہے جو تاریخی حوالے سے ایک فرد سے قائم ہوتی ہے جسے امت کہتے ہیں۔عربی میں امت کا لفظ 'گروہ‘ کے مفہوم میں بھی آتا ہے جیسے میثاقِ مدینہ میں یہودیوں سمیت، مدینہ کے تمام شہریوں کو ایک امت کہا گیا؛ تاہم اصطلاحی مفہوم میں امت کو پیغمبر سے منسوب کیا جاتاہے۔امت اور ملت کے الفاظ باہم مترادف کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں۔امت کے علاوہ کوئی اجتماعی شناخت ایسی نہیں جو کسی فرد نے پیدا کی ہو۔انسانی تاریخ میں کسی فرد نے کبھی کوئی قوم نہیں بنائی۔“[1]

3- کتاب الٰہی کی روشنی میں امت، ملت اور قوم کی وضاحت

قرآن مجید میں یہ تینوں اصطلاحیں استعمال ہوتی ہیں۔امت کے حوالے سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ[2]

”بیشک یہ تمہاری اُمت ہے (سب) ایک ہی اُمت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس تم میری (ہی) عبادت کیا کرو۔“

---

[1] خورشید ندیم، کالم بعنوان: ”قوم سازی“، روزنامہ دنیا، 19مارچ2022
Khūrshīd Ndīm, column subject: *“Qūm Sāzī”*, rūz nāmah Dnīā, 19th march, 2022

[2] الانبیاء، 21: 92
Āl-Ānbīā, 21:92

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ملت کے حوالے سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَجَاهِدُوْا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ[3]

"اور اللہ (کی محبت وطاعت اور اس کے دین کی اشاعت و اقامت) میں جہاد کرو جیسا کہ اس کے جہاد کا حق ہے۔اس نے تمہیں منتخب فرما لیا ہے اور اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔(یہی) تمہارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت ہے۔"

چنانچہ ملت اسلامیہ کا مطلب دینِ اسلام ہے۔مگر رفتہ رفتہ ملت اسلام کی جگہ صرف ملت رہ گیا اور ہوتے ہوتے ملت سے وہ جمعیتیں مراد لی جانے لگیں جن کا دین' اسلام تھا۔بالفاظ دیگر "ملت" تقریباً وہی معنی اور مفہوم ادا کرنے لگا جو لفظ امت ادا کرتا ہے۔اب پورے عالمِ اسلام کو امتِ اسلام بھی کہاجاتا ہے اور ملتِ اسلام بھی۔اس طرح گویا ملت اور امت تقریباً ہم مفہوم کلمے بن گئے۔

بقول پروفیسر منورمرزا:

"ملت سے کمتر اور ملت کے مقابل اور بعض اوقات ملت سے متصادم جو لفظ ہے وہ قوم ہے' جس کا انگریزی معنی "نیشن" ہے۔انگریزی زبان میں امت یا ملت کی اصطلاح کے لیے شاید کوئی لفظ نہیں۔ لہٰذا ملت کو بھی نیشن کہہ دیا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ "نیشن" کے لفظ کی تاریخی دلالتوں کے باعث اس لفظ کی معرفت ملت کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کرنے والوں کے پلے وہ مفہوم ہرگز نہیں پڑتا جسے مسلم امت کے اہلِ دل بخوبی سمجھتے ہیں۔انگریزی میں ملت کے لیے نیشن ہڈ (Nationhood)استعمال کیاجاتا ہے مگر وہ بھرپور معنی جو ملت یا امت میں پوشیدہ ہے اس میں کہاں۔"[4]

قوم کے حوالے سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓي اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝[5]

"اور موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم میں سے ایک جماعت (ایسے لوگوں کی بھی) ہے جو حق کی راہ بتاتے ہیں اور اسی کے مطابق عدل (پر مبنی فیصلے) کرتے ہیں۔"

درج بالا آیت کریمہ میں امت کا لفظ پیغمبر کی نسبت سے استعمال ہوا ہے۔موسیٰ ؑ کی قوم بنی اسرائیل کے وہ افراد جوان پر ایمان بھی لائے اور انھوں نے ان کی باتوں پر عمل بھی کیا امت کہلائے۔

4- قومیت کا جدید تصور اور اسلامی آفاقیت

جدید یورپی نظریے کے مطابق عموماً "قومیں وطن سے بنتی ہیں" مگر علامہ کے نزدیک اسلام نے سب سے پہلے عملاً وطن ہی کو غیراہم قرار دے دیا اس طرح وطن پر استوار "قومیت کے تصور" کو باطل کردیا۔علامہ اقبال فرماتے ہیں:

---

3 الحج،22: 79

Āl- Ḥajj, 22:79

4 محمد منور، پروفیسر،"**ایقانِ اقبال**"، اقبال اکادمی پاکستان،2012،ص122

Moḥammad Mnwr, Prwfīsr, *"Āīqān-ī-Iqbāl"*, Iqbāl Akādmi Pākistān, 2012, p. 122

5 الاعراف،7: 159

Āl- Āʿrāf, 7:159

ے عقدۂ قومیتِ مسلم کشود
از وطن آقاے ما ہجرت نمود [6]

"حضوراکرم ﷺ نے مکے سے ہجرت کر کے اس حقیقت کی وضاحت فرما دی کہ اسلام مکی الوطن نہیں"

نیز یہ کہ جب اور جہاں دین و وطن کے مابین تصادم ہوگا وہاں ترجیح دین کو حاصل ہوگی، اس لیے کہ وطن دین کی خاطر ہے' اگر کوئی وطن روحِ دین کی تنگی کا باعث ہو تو صاحبِ دین اس وطن کی حدود کو عبور کرجائے گا۔جیسے سورۃالنساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "بیشک جن لوگوں کی روح فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں (تو) وہ ان سے دریافت کرتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے (تم نے اقامت دین کی جد و جہد کی نہ سرزمین کفر کو چھوڑا) ؟ وہ (معذرۃً) کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور و بےبس تھے، فرشتے (جواباً) کہتے ہیں : کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی کہ تم اس میں (کہیں) ہجرت کر جاتے۔"

درج بالا آیت سے واضح ہے کہ اسلام کا کوئی مخصوص وطن نہیں' ہردیس اُس کا دیس ہے۔اسلام کی فطرت میں وسعت بھی ہے اور رفعت بھی' یہ محدود ہو کر نہیں رہ سکتا' یہ زمین کے ساتھ چپک کر نہیں رہ سکتا' "دھرتی پوجا" کا تصور مردِ مومن کے ذہن میں سا ہی نہیں سکتا۔علامہ مرحوم کے بقول :

ے اصلِ ملت در وطن دیدن کہ چہ
باد و آب و گل پرستیدن کہ چہ [7]

"بھلاوطن کو قوم کی بنیاد قراردینا کیا مطلب ہے؟ لغویت ہے! کیا انسان کے لیے پانی، مٹی اورہوا کی پرستش زیبا ہے؟"

ظاہرہے کہ وطن پرستی تعصب اور نفرت کے بیج بوتی ہے۔ایک علاقے سے محبت بہت بڑھ جائے تو دوسرے علاقے ہیچ نظرآتے ہیں۔اس ضمن میں ہندوؤں کی مثال بڑی نمایاں ہے۔ابوالریحان البیرونی نے اپنی کتاب "کتاب الہند" میں بیان کیا ہے:

> "ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ ان کے ملک کے علاوہ روئے زمین پر کوئی اور ملک نہیں، نہ ان کی قوم کے علاوہ کوئی قوم ہے، نہ ان کے بادشاہوں جیسا کوئی بادشاہ ہے، نہ اُن کے جیسا کسی کا مذہب ہے اور نہ علم و فن۔اس خام خیالی نے انہیں ہٹ دھرمی اور حماقت میں مبتلا کردیاہے۔" [8]

اس ایک وقت دنیا فرسٹ ورلڈ، سیکنڈ ورلڈ اورتھرڈورلڈ میں تقسیم ہے' انسانیت کے درمیان یہ تقسیم علاقے اور وطن کی وجہ سے ہے' فرسٹ ورلڈ والے تھرڈ ورلڈ والوں کو اپنا غیر سمجھتے ہیں، بلکہ بعض اوقات دشمن خیال کرتے ہیں۔

---

6 محمد اقبال، علامہ،"کلیاتِ اقبال فارسی(رموزِ بے خودی)"، مکتبہ دانیال لاہور،2022،ص231
Moḥammad Iqbāl, Allāmah, *"Kulliyyāt-Ī-Iqbāl Fārsi (Rmwz-ī-Bīkhūdī)"*, Mktbah Dānīāl, Lāhore, 2022, p.231

7 محمد اقبال، علامہ،"کلیاتِ اقبال فارسی(رموزِبیخودی)"، مکتبہ دانیال لاہور،2022،ص197
Moḥammad Iqbāl, Allāmah, *"Kulliyyāt-Ī-Iqbāl Fārsi (Rmwz-ī-Bīkhūdī)"*, Mktbah Dānīāl, Lāhore, 2022, p.197

8 البیرونی، "کتاب الہند"، ابوریحان بک ٹاک، ٹمپل روڈ لاہور،2008،ص13
Āl-Bīrwnī, *"ktāb-ālHnd"*, Ābw Rīhān Bk Tāk, Tempal Road, Lahore, 2008, P.13

آدمی تو آدمی کا بھائی تھا۔جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ [9]

"بات یہی ہے کہ (سب) اہل ایمان (آپس میں) بھائی ہیں۔سو تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

لیکن وطنی نسبت کے تعصبات نے یہ رشتۂ برادری کاٹ کررکھ دیا۔

تا وطن را شمعِ محفل ساختند
نوعِ انسان را قبائل ساختند [10]

"جب سے ان لوگوں نے وطن کو اپنی محفل کی شمع بنالیا، عالم انسانیت کو قبیلوں میں بانٹ کررکھ دیا۔"

مطلب یہ کہ "وطن پرستی" کے باعث انسانی برادری ایک "نوع" نہ رہی' گروہوں میں بٹ گئی۔ظاہر ہے کہ یہ جذبہ مادہ پرستی کا مظہر ہے۔آدمی اوپر کو نہیں اٹھتا، نیچے ہی کو جاتا ہے اور اس کی ہستی حیوانی ہستی ہی کے درجے تک رہ جاتی ہے، بڑھ کر انسانیت کے مقامِ بلند تک پہنچنا ایسے معاشروں کے بس میں نہیں ہوتا۔حضرت علامہ کہتے ہیں:

"اسلام قیدِ وطن سے آزاد ہے۔اس کا مقصد ہے ایک ایسے انسانی معاشرے کی تشکیل جو مختلف نسلوں اور قوموں کو باہم جمع کرتے ہوئے ایک ایسی امت تیار کرے جس کا اپنا ایک مخصوص شعورِ ذات ہو۔" [11]

وطن کے تشخص اور وطن کی نسبت کے بعد سب سے اہم رشتہ نسلی ہے۔اسی سے رنگ بھی وابستہ ہے اور نسل کی برتری کا غرور بھی۔اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو یہ کھلی بت پرستی ہے۔پھر ہر بت پرست کی طرح نسل پرست بھی تنگ نظر اور پست فطرت ہوکر رہ جاتا ہے۔عابد اپنے معبود کی علوِ شان کی نسبت سے بلند ہوتا ہے۔مادی معبود کا پرستار آخر بلند ہو بھی تو کس قدر' اس میں بلند نظری اور عالی ہمتی رونما ہوہی نہیں سکتی۔لکڑی کو پوجنے والا لکڑی کی سی صفات غیرشعوری طورپر اپنے اندر پیدا کرلیتا ہے' پتھر کو پوجنے والا پتھر ہوکر رہ جاتا ہے اور خدائے تعالیٰ کا پوجنے والا اپنے اندر خدائی صفات اور خدائی رنگ غیرشعوری طورپر پیدا کرلیتا ہے۔اللہ کے رنگ سے اچھا پھر کس کا رنگ ہوسکتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

صِبْغَةَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ [12]

---

9 الحجرات،49 :10
Āl- Hjrāt, 49:10

10 محمد اقبال، علامہ،"کلیاتِ اقبال فارسی(رموزِبیخودی)"، مکتبہ دانیال لاہور،2022،ص234
Moḥammad Iqbāl, Allāmah, *"Kulliyyāt-Ī-Iqbāl Fārsi (Rmwz-ī-Bīkhūdī)"*, Mktbah Dānīāl, Lāhore, 2022, p.234

11 نذیر نیازی، سید،"اقبال کے حضور"،اقبال اکادمی پاکستان،ایوانِ اقبال لاہور،1981،ص15
Nzīr Nīāzī, Sīd, *"Iqbāl kī Hjwr"*, Iqbāl Akādmi Pākistān, Āīwān Iqbāl Lāhore, 1981, p.15

12 البقرۃ،2: 138
Āl-Bqrh, 2:138

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

” (کہہ دو : ہم) اللہ کے رنگ (میں رنگے گئے ہیں) اور کس کا رنگ اللہ کے رنگ سے بہتر ہے اور ہم تو اسی کے عبادت گزار ہیں“

نسل پرستی نے گورے اور کالے کی تفریق کو بھی تقویت دی، پھر ایک نسل نے اپنے لیے جو حقوق محفوظ جانے اس سے دوسروں کو محروم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔جاہلی عربوں کے یہاں بھی نسل اور نسب کی عجیب و غریب حیثیت تھی۔ان کی نظر ان کے اپنے قبائلی گروہ کی حدود سے آگے نہ جاتی تھی۔قبائلی گروہ کو ”عصبہ“ کہتے تھے‘ اسی گروہی وابستگی کی کیفیت نے شدت اختیار کرکے ”عصبیت“ اور پھر تعصب کی سی اصطلاحات پیدا کیں‘ یعنی اپنے عصبہ (گروہ) کی ہر بات ٹھیک، اور دوسرے گروہ کی ہر بات غلط۔اپنے گروہ میں کوئی ظالم نہیں‘ کوئی جھوٹا نہیں‘ کوئی مجرم نہیں‘ کوئی قاتل نہیں‘ لٹیرا نہیں‘ ڈاکو نہیں۔اپنے گروہ کے ہر فرد کی دوسرے گروہوں اور افراد کے مقابل ہرحال میں حمایت لازم۔جس سطح پروہ عرب زندگی بسر کرتے تھے اس سطح پر وہ کچھ اور سوچ ہی کب سکتے تھے۔یہ انکی مجبوری تھی۔للٰذا وہ دس دس پشت اوپر کے بھی ہم نسب افراد کو اپنے ”عم زاد“ جانتے تھے۔

لیکن جس طرح اسلام نے دین کے مقابل وطن کی اہمیت کم کردی اسی طرح نسل اور نسب کی حیثیت کو بھی دین کے مقابل گھٹا کر رکھ دیا۔اسلام نے یہ تعلیم دی کہ اصل رشتہ دینی ہے۔وطنی‘ نسلی اور لسانی رشتہ دینی رشتے سے کمتر ہے۔اگر دین اور برادری میں تصادم واقع ہوگا تو برادری کو دین پر قربان کردیا جائے گا‘ برادری کا رشتہ مادی ہے اور فانی ہے۔خطبہ حجۃ الوداع میں آپﷺ نے فرمایا:

اَلَا لَا فَضْل لِعَربی عَلی عَجَمِیْ وَلالِعَجَمِیْ عَلٰی عَرَبِیْ وَلَا لِاَحْمَرعَلٰی اَسْوَدوَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَر اِلَّا بِالتَقْوٰی۔[13]

”خبردار! کسی عربی کو عجمی پر اور نہ کسی عجمی کوعربی پر، نہ گورے کو کالے پر اور نہ ہی کالے کوگورے پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔“

بقول اقبال :

ے بر نسب نازاں شدن نادانی است
حکمِ او اندر تن و تن فانی است[14]

”نسب پر فخر کرنا سراسر حماقت ہے۔نسب کی کارفرمائی صرف بدن تک محدود ہے اور بدن مرنے کے بعد فنا ہو جاتا ہے۔“

اس کے مقابل دین کا رشتہ روحانی ہے اور پایدار۔مادی رشتہ محدود ہے اور غیرمادی رشتہ غیر محدود ہے۔حضرت علامہ کے نزدیک اسلام ہی ہمارا وطن ہے‘ اسلام ہی ہماری نسل ہے جیسا کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا تھا ”سلمان بن اسلام بن اسلام“۔اس رشتے کو مرکزی حیثیت حاصل تھی اور اب بھی بڑی حد تک ہے۔جن لوگوں نے اسلام قبول کرلیا

---

[13] احمد بن حنبل، ابو عبداللہ بن محمد، ”**المسند**“، المکتب الاسلامی، 1398ھ، ج5، ص411، رقم الحدیث:23536
Āhmd bn Hnbl, Ābw ᶜbdāllh bn Moḥammad, **“Ālmsnd”**, Ālmktb āl āslamī, 1398 H, Vol.5, p.411, Rqm-āl-Hdīth: 23536

[14] محمد اقبال، علامہ، ”**کلیاتِ اقبال فارسی (رموزِ بیخودی)**“، مکتبہ دانیال لاہور، 2022، ص197
Moḥammad Iqbāl, Allāmah, *“Kulliyyāt-Ī-Iqbāl Fārsi (Rmwz-ī-Bīkhūdī)”*, Mktbah Dānīāl, Lāhore, 2022, p.197

وہ بھائی اور جن لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا وہ غیر۔حضرت بلال حبشیؓ، حضرت سلمان فارسیؓ اور صہیب رومیؓ تو اپنے بن گئے‘ اور اپنے چچا ابولہب اور ابوجہل وغیرہ غیر ہوکررہ گئے۔جب رحمت عالمﷺ نے ہجرت فرمائی تو اپنی اسلامی برادری کو مدینے میں اکٹھا کرلیا، اور خونی برادری کو مکے میں چھوڑ گئے۔غزوۂ بدر نے اس حقیقت کو مزید تقویت دے دی‘ ایک طرف حضورﷺ کی امت (ملت) تھی اور دوسری جانب آپﷺ کی قوم تھی۔آپﷺ کی نسبی قوم قریش تو غیر بن گئی اور روحانی برادری سے رشتۂ یگانگت استوار ہوگیا۔

علامہ پانچویں خطبے ”مسلم ثقافت کی روح“ میں اس حقیقت سے یوں پردہ اٹھاتے ہیں:

> "No doubt, Christianity, long before Islam, brought the message of equality to mankind; but Christian Rome did not rise to the full apprehension of the idea of humanity as a single organism. As Flint rightly says, "No Christian writer and still less, of course, any other in the Roman Empire, can be credited with having had more than a general and abstract conception of human unity." And since the days of Rome the idea does not seem to have gained much in depth and rootage in Europe. On the other hand, the growth of territorial nationalism, with its emphasis on what is called national characteristics, has tended rather to kill the broad human element in the art and literature of Europe. It was quite otherwise with Islam. here the idea was neither a concept of philosophy nor a dream of poetry. As a social movement the aim of Islam was to make the idea a living factor in the Muslim's daily life, and thus silently and imperceptibly to carry it towards fuller fruition."[15]

آج مسلمان پوری دنیا میں موجود ہیں مگر وہ جہاں بھی ہیں ان کا انداز‘ مزاج‘ رویہ‘ آداب‘ معاملات‘ معیارِ خیروشر وہاں کے غیر مسلم معاشروں سے ممیز ہیں۔غیر مسلموں سے قُرب مکانی ہے مگر وہ ان سے دور ہیں اور مسلمانوں سے بُعد مکانی کے باوصف قریب ہیں۔اصل سبب یہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے اسلام دین ہی نہیں وطن بھی ہے۔بقول علامہ یوں کہہ لیجیے:

ان تازہ خداؤں میں سب سے بڑا وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے، وہ مذہب کا کفن ہے
بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے

[15] Moḥammad Iqbal, Dr, *"The Reconstruction of Religious Thought in Islam"*, Iqbal Academy Pakistan, Lahore, 2019, p-112

اسلام تیرا دیس ہے، تو مصطفوی ہے [16]

گویا مسلمان جہاں بیٹھ جائے وہیں اس کا وطن، وہ خدا کا اور خدا کی خدائی اس کی'اس کا خدا ہر دیس کا مالک ہے اور وہ اس کے ساتھ ہے۔

جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ [17]

"وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو، اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو (اسے) خوب دیکھنے والا ہے۔"

بقول حضرت اقبال صورت حال یوں نظر آئے گی:

چیست ملت اے کہ گوئی لا الٰہ؟

با ہزاراں چشم بودن یک نگہ! [18]

"اے (کلمہ گومسلمان)"لاالہ" کہنے والے، کیا تو جانتا ہے کہ ملت کیا ہے۔یہ ہزاروں آنکھوں کے ساتھ ایک ہی نگاہ کا پیدا ہونا ہے"

اہل حق را حجت و دعویٰ یکے است

'خیمہ ہائے ما جدا دلہا یکے است' [19]

"اہل حق کی دلیل اور دعویٰ ایک ہے۔ہمارے خیمے الگ الگ ہیں لیکن دل ایک ہے۔(دل اکٹھے ہیں) (دوسرا مصرع ایک عربی ضرب المثل کا ترجمہ ہے)۔"

اگر اسلام دلوں میں راسخ نہ ہو گیا ہوتا تو یہ صورتِ حال پیدا نہ ہوتی۔محض قولی اسلام زیادہ دیر تک مختلف احوال و مواقع میں مسلمانوں کو ایک زندہ حقیقت کے بطور باقی نہ رکھ سکتا۔جب جنگ عظیم اول کے بعد "جمعیت ِاقوام" بنی تو گویا عالمِ اسلام سے باہر پہلی بار ایک بین الانسانی، پلیٹ فارم وجود میں آیا مگر وہاں کوئی خلوصِ عقیدہ کارفرما نہ تھا' وہاں آدم پیشِ نظر نہ تھا' وہاں قومی'نسلی' وطنی خود غرضیاں کارفرما تھیں۔نتیجہ یہ نکلا کہ جلد ہی وہ جمعیت اپنے ارکان کی خود غرضی کی بدولت تباہ ہوگئی۔یورپی اقوام کا مزاج مادہ پرستانہ ہے وہ وطن پرستی کے مریض خاک سے بلند ہوہی نہ سکے' چنانچہ جغرافیائی حدود میں مقید رہے اور انہی حدود کی پیدا کردہ عصبیتوں کا شکار ہوگئے۔ہر قوم نے اپنے وطن کی نسبت سے دوسری ہر قوم کو غیر جانا لہٰذا وہ اکٹھے بھی ہوئے تو منافقانہ' ان کا اتحاد ان کے انشقاق کا ظاہری پردہ عیاری تھا۔چنانچہ علامہ اقبال نے جنیوا میں قائم ہونے والی "مجلس" کو خطاب کرکے فرمایا:

---

16 محمد اقبال، علامہ،"**کلیات اقبال اُردو (بال جبریل)**"،اقبال اکادمی پاکستان،2018،ص187
Moḥammad Iqbāl, Allāmah, *"Kulliyyāt-I-Iqbāl Ārdū (Bāl Jībrīl)"*, Iqbāl Akādmi Pākistān, Lāhore, 2018, p.187

17 الحدید،57: 4
Āl-Ḥdīd, 57:4

18 محمد اقبال، علامہ،"**کلیاتِ اقبال فارسی(جاوید نامہ)**"،مکتبہ دانیال لاہور،2022،ص696
Moḥammad Iqbāl, Allāmah, *"Kulliyyāt-I-Iqbāl Fārsi (Jāwīd Nāmā)"*, Iqbāl Akādmi Pākistān, Lāhore, 2019, p.

19 ایضاً،ص696
Ibid, 696

اس دور میں اقوام کی صحبت بھی ہوئی عام
پوشیدہ نگاہوں سے رہی وحدتِ آدم!
تفریقِ ملل حکمت افرنگ کا مقصود
اسلام کا مقصود فقط ملتِ آدم!
مکے نے دیا خاکِ جنیوا کو یہ پیغام
جمعیتِ اقوام کہ جمعیتِ آدم؟[20]

پروفیسر محمد منور مرحوم "اقوام متحدہ" کے پلیٹ فارم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"حق یہ ہے کہ جو تبصرہ اور شکوہ جمعیتِ اقوام کے باب میں بجا تھا وہ آج کی "اقوام متحدہ" پر صادق آتا ہے۔لاکھوں دلوں میں وہ جذبۂ ہمدردی و یگانگت جو جنم لیا کرتا ہے "اقوام متحدہ" سے اس کا عشرِ عشیر بھی نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ اقوام متحدہ میں تقویٰ، خلوص، وفا، حق پرستی، انصاف وغیرہ اصول کارفرما نہیں۔وہاں بالعموم شاریات مغالطہ آمیز ہیں اور غلط، ہدایات غلط، احکام غلط، اس لیے کہ ہر فیصلے کے پیچھے فیصلہ کنندگان کی مخصوص مصلحتیں عمل پیرا ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ قوامِ متحدہ بڑی طاقتوں کا اکھاڑہ ہے جو چھوٹی طاقتوں کی سیاسی اور فکری اکھاڑ پچھاڑ کرتی رہتی ہے۔"[21]

مسلمانوں میں وطنیت کا تصور نہ تھا لہٰذا تصدیق نامۂ توطن جسے Domicile Certificate کہتے ہیں کوئی مفہوم نہ رکھتا تھا۔اگر کوئی مسلمان ہوتا تھا تو جس بھی اسلامی سلطنت میں جاتا تھا حسبِ کمال مقام و منصب پاتا تھا۔اگر فقیہ ہے تو قاضی، اگر بہادر سپاہی ہے تو عساکر میں منصب، دانش و تدبیر کے ساتھ انتظامی تجربہ بھی رکھتا ہے تو کسی علاقے کا گورنر یا وزیر، بس مسلمان ہونا شرط تھا، اول وآخر ایک ہی شرط۔یہ کہ وہ کس وطن سے ہے، کس نسل سے ہے، اس کے آباواجداد کیا کام کرتے تھے یہ کم پوچھا جاتا تھا۔مسلمانوں کو تو جدائی کا احساس اس وقت ہوا جب مغربی اقوام نے ان کے علاقوں پر قبضہ کرلیا اور ان پر اپنا ویزا اور پاسپورٹ نافذ کرکے الگ الگ حدود میں قید کردیا۔اس سے قبل مسلمانوں کو کبھی احساسِ جدائی ہوا ہی نہ تھا، اس لیے کہ مسلمان سلاطین و حکام خواہ آپس میں ہزار بار لڑتے امت، کو کوئی پرواہ نہ ہوتی تھی اور وہ ایک ہی رہتی تھی۔یہ سلطان جیت گیا، وہ سلطان ہار گیا۔بس، عوام کو اس معاملے سے اُس وقت تک کوئی خاص غرض نہ تھی جب تک جیتنے والا بھی مسلمان ہوتا۔آخر بشری تقاضا ہے، کبھی مسلمان معاشرے بھی گمراہ ہوگئے ہوں گے یا پھر بھی ہوسکتے ہیں اور اپنی برادری کے خلاف بھڑکایا اور بہکایا بھی جاسکتا ہے۔اس سے پہلے بھی کبھی ایسا ضرور ہوا ہوگا مگر ایسی وحشت دائمی نہیں ہوتی، ہوش جلد ہی لوٹ آتے ہیں۔مطلب یہ ہے کہ ایک مسلم وطن یا معاشرے کے عوام کسی دوسرے

---

[20] محمد اقبال، علامہ،"کلیاتِ اقبال اُردو (ضربِ کلیم)"،اقبال اکادمی پاکستان،2018،ص571
Moḥammad Iqbāl, Allāmah, *"Kulliyyāt-I-Iqbāl (Zrb-I-klīm)"*, Iqbāl Akādmi Pākistān, 2018, p.571

[21] محمد منور، پروفیسر،"ایقانِ اقبال"، اقبال اکادمی پاکستان،2012،ص142-143
Moḥammad Mnwr, Prof., *"Āīqān-e-Iqbāl"*, Iqbāl Akādmi Pākistān, 2012, p.142-143

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

وطن یا معاشرے کے عوام کے کبھی محض اس لیے بدخواہ نہ تھے کہ وہ نسلاً یا وطناً یا لوناً ان سے جدا ہیں۔اس تعصب کا ان میں شائبہ تک نہ تھا جو یورپ کے خمیر میں قندھا ہوا ہے۔بقول حضرت علامہ :

ے نہ افغانیم و نے ترک و تاریم
چمن زادیم و از یک شاخساریم
تمیزِ رنگ و بو برما حرام است
کہ ما پروردۂ یک نو بہاریم![22]

"ہم نہ افغان ہیں، نہ ترک اور تاتاری، ہم تو چمن کی آل ہیں اور ایک ہی شاخ سے ہیں۔رنگ اور بو کی تفریق ہم پر حرام ہے، کیونکہ ہم ایک ہی بہار(اسلام) کے پالے ہوئے ہیں۔اسلام نے قومیت (وطنیت) کے عقیدے کو مٹا دیا۔ہم مسلمان نہ افغانی ہیں، نہ ترکی ہیں، نہ تاتاری ہیں بلکہ ہم سب دین اسلام کے پیرو ہیں۔"

5- اقبال،آزاد اور مولانا مدنی کے درمیان قومیت کی بحث

اس بحث کے پس منظر کے حوالے سے ڈاکٹر ایوب صابر رقمطراز ہیں:

"علامہ اقبال، محمد علی جوہر اور ابوالکلام آزاد بیسویں صدی کے آسمان پر طلوع ہونے والے اسلامیانِ ہند کے روشن ستارے تھے۔اقبال نے ۱۹۱۱ء میں اُمّتِ مسلمہ کے موضوع پر علی گڑھ کالج میں خطبہ پڑھا۔اور اپنی بے مثل شاعری سے زوال و جمود کا شکار مسلم قوم کو بیدار کرنا شروع کیا۔محمد علی جوہر نے ۱۹۱۰ میں 'کامریڈ' نکالا۔ابوالکلام کے 'الہلال' کا آغاز ۱۹۱۲ء سے ہوا۔محمد علی نے ۱۹۱۹ء میں خلافت تحریک شروع کی جو بہت بڑی تحریک تھی۔ابوالکلام آزاد اس میں پوری طرح شریک تھے۔خلافت اور ترکِ موالات کی تحریکیں ساتھ ساتھ چلیں۔دونوں کی مجموعی قیادت گاندھی کے ہاتھ میں تھی۔اس دوران انگریز دشمنی کے جذبات کو فروغ حاصل ہوا اور ہندومسلم اتحاد کی گہری روایت قائم ہوئی۔۱۹۲۲ء میں گاندھی نے تحریک کے خاتمے کا اعلان کردیا۔اس سے مسلمان بہت مایوس ہوئے اورہندومسلم فسادات کے باعث اتحاد کا تصوّر بھی گہنا گیا۔محمد علی اور ابوالکلام کے راستے بھی جدا ہونے لگے۔ابوالکلام آزاد نے ۱۹۱۳ء میں 'حزب اللہ' قائم کی تھی اور تب سے ان کی امامت پر بیعت کا سلسلہ جاری تھا۔وہ 'امام الہند' بننا چاہتے تھے لیکن مشکل یہ تھی کہ محمد علی جوہر ان کے سب سے بڑے حریف تھے۔آزاد نے امامت کا خیال ترک کرکے خالص سیاسی راستہ اپنا لیا اور کانگرس کے چوٹی کے راہنماؤں میں ان کا شمار ہونے لگا۔"[23]

[22] محمد اقبال، علامہ،"کلیاتِ اقبال فارسی(پیام مشرق)"، مکتبہ دانیال لاہور،2022،ص381
Moḥammad Iqbāl, Allāmah, *"Kulliyyāt-Ī-Iqbāl Fārsi (Pīām-ī-Mshrq)"*, Mktbah Dānīāl, Lāhore, 2022, p.381

[23] ایوب صابر، ڈاکٹر، "اقبال کی شخصیت اور فکروفن پر اعتراضات، ایک مطالعہ"، اقبال اکادمی پاکستان، ایوانِ اقبال، لاہور،2018، ج1،ص103
Āyūb Sābr, Dr., *"Iqbāl ky Shkhsyt āūr Fkr-w-Fn pr āᶜtrājāt, Āyk Mṭālᶜah"*, Iqbāl Akādmi Pākistān, āywān-e-Iqbāl, Lāhore, 2018, vol.1, p.103

علامہ اقبال نے تحریک خلافت میں سرگرم حصہ نہ لیا اور ترکِ موالات کو مضرتصوّر کیا۔وہ ہندوؤ ں اور مسلمانوں کے حامی لیکن متحدہ ہندی قومیّت کے مخالف تھے۔خلافت اور ترکِ موالات کی متحدہ تحریک متحدہ ہندی قومیت کی داغ بیل ڈال رہی تھی۔علی گڑھ تحریک انگریز دوستی کا مظہر تھی لیکن حسرت موہانی اور محمد علی جوہر جیسے بت شکن علی گڑھ کے پروردہ تھے۔محمد علی جوہر نے علی گڑھ کے مقابلے پر جامعہ ملیہ قائم کی' جس کے مقاصد میں ہندوستانی متحدہ قومیّت شامل تھی۔جامعہ ملیہ اسلامیہ کی طرح جمیعت العلمائے ہند بھی اسی دور میں قائم ہوئی اور متحدہ ہندی قومیّت کی علمبردار بنی۔اس سے پہلے علامہ کے کلام سے بھی یہی تاثر ملتا ہے کہ وہ بھی متحدہ قومیت کے حامی تھے، جیسے ترانہ ہندی میں وہ فرماتے ہیں:

ے
سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی، یہ گلستاں ہمارا
غربت میں ہوں اگر ہم، رہتا ہے دل وطن
میں سمجھو
وہیں ہمیں بھی، دل ہو جہاں ہمارا
مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم، وطن ہے ہندوستاں ہمارا [24]

ڈاکٹر ارشادشاکر اعوان کے بقول:

> ''قوم کے حوالے سے فروری ۱۸۹۶ء کی نظم ''فلاحِ قوم '' اقبال کی پہلی نظم ہے جو انجمن کشمیری مسلمانان لاہور کے پہلے اجلاس میں پڑھی گئی اور مارچ ۱۸۹۶ء کے کشمیری میگزین میں شائع ہوئی۔''[25]

۱۹دسمبر۱۹۲۹ء کو اقبال نے سر ذوالفقار علی خان کی زیرِ صدارت، برکت علی اسلامیہ ہال کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ انگلستان متحد ہے تو ہندوستان کو بھی متحد ہونا چاہیے اور متحدہ ہندوستان کو انگلستان کا مقابلہ کرنا چاہیے۔پہلے مسلمان آپس میں اتحاد کریں۔پھر ہندو اور مسلم کا اتحاد ممکن ہوگا۔نظم''نیا شوالہ'' اسی معاشرتی تشکیل کی طرف پہلی صدا تھی۔نظم آفتاب، کے شذرۂ توضیح میں اقبال نے یہ بات ثابت کی کہ ہندو، اصلاً مشرک نہیں موحد ہیں۔پھر تَعَالوا اِلٰی کَلِمۃِ کے مطابق دعوتِ اتحادِدی۔لیکن جلد ہی علامہ پر واضح ہوگیا کہ قومیت کے وطنی نظریے سے اسلام اور مسلمان دونوں کا نقصان ہے۔الگ مسلم قومیّت کا تصوّر اقبال نے اپنی منظومات بعنوان 'وطنیت'، 'ترانہ ملی' اور 'جواب شکوہ' نیز خطبۂ علی گڑھ اور رموزبیخودی میں پیش کیا۔اقبال نے وضاحت کی کہ مسلم قومیّت کا انحصار وطن، نسل یا اقتصادی اغراض پر نہیں

24 محمد اقبال، علامہ،''کلیات اقبال اُردو (بانگ درا)''،اقبال اکادمی پاکستان،2018،ص109
Moḥammad Iqbāl, Allāmah, *"Kulliyyāt-I-Iqbāl Ārdū (Bāng-I-Darā)"*, Iqbāl Akādmi Pākistān, 2018, p.109

25 ارشاد شاکر اعوان،ڈاکٹر،اقبال کا تصورِ ملت اور آزادیِ ہند،اقبال اکادمی پاکستان، 2018، ص47
Ārshād Shākr Āᶜwān, Dr., "Iqbāl kā Tswr-e-Mlt *āūr Āzādī-e-Hnd"*, Iqbāl Akādmi Pākistān, 2018, p.47

خود اسلام پر ہے۔یہ آواز منفرد اور ممتاز تھی اور اس نے مسلم سیاست کا رخ متعین کردیا۔ہندی اُردو تنازع کے باعث سرسید نے بھی مسلم قوم کو ہندوقوم سے الگ تصوّر کیا تھا۔یہ بات اہم ہے کہ ’علی گڑھ یونیورسٹی‘ مسلم قومیّت کی علمبردار اور تحریکِ پاکستان کا مرکز‘ جبکہ ’جامعہ ملیہ‘ ’متحدہ ہندی قومیّت‘ کا محور بنی۔قومیّت کے مسئلے پر محمد علی جوہر نے اقبال پر تنقید کی۔ محمد علی جوہر اسلامی قومیّت اور ہندی قومیّت دونوں کے علمبردار تھے۔مسئلہ قومیّت پر مولانا مدنیؒ اور اقبال کے مابین زبردست معرکہ آرائی ہوئی۔ابوالکلام اور اقبال کا براہ راست ٹکراؤ نہ ہوا۔دونوں بڑوں نے اس سے پہلو تہی کی۔ حالانکہ خالص ہندوستانی قومیّت کے سب سے بڑے علمبردار ابوالکلام ہی تھے۔انھوں نے وحدتِ ادیان کا موٗقف اختیار کیا اور اس سے متحدہ ہندی قومیّت کے تصور کو تقویت پہنچائی۔ابوالکلام آزاد نے ہندومسلم اتحاد کی تلقین’الہلال‘ کے پہلے پرچے میں بھی کی تھی۔’’تاہم وہ دو قوموں کے اتحاد کی بات تھی جو بہرحال ’ہندومسلم متحدہ قومیّت، سے مختلف ہے۔تب ابوالکلام مقامی وطنی نقطۂ نظر کے خلاف تھے اور عالمگیر اسلامی تحریک کے حامی تھے۔چنانچہ الہلال کے اجرا کے تھوڑے عرصے بعد، خواجہ حسن نظامی کو، ایک خط میں لکھتے ہیں:

> ’’آج کوئی وطنی یا مقامی تحریک مسلمانوں کو فائدہ نہیں پہنچاسکتی۔۔۔جب تک تمام دنیائے اسلام میں ایک بین الاقوامی اور عالمگیر تحریک نہیں ہوگی، زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچاسکتے ہیں‘‘[26]

آگے چل کرابوالکلام آزادنے وطنی مقامی نقطۂ نظر اختیار کرلیا۔خدا کی قائم کی ہوئی اسلامی برادری کی بجائے ہندوستانی قومیّت کو قدرت کااٹل فیصلہ قراردے دیا۔یہ تبدیلی گاندھی سے ملاقات (۱۹۲۰ء) کے بعد آئی۔۱۹۴۰ء ہیں کانگرس کے صدر کی حیثیت سے اپنے خطبے میں کہا:

> ’’ہماری ہزار برس کی مشترک زندگی نے ایک متحدہ قومیّت کا سانچا ڈھال دیا ہے۔ایسے سانچے بنائے نہیں جاسکتے۔وہ قدرت کے مخفی ہاتھوں سے خودبخود بناکرتے ہیں۔اب یہ سانچا ڈھل چکا اور قسمت کی مہر اس پر لگ چکی۔ہم پسند کریں یا نہ کریں مگر اب ہم ایک ہندوستانی قوم بن چکے ہیں۔علیحدگی کا کوئی بناوٹی تخیل ہمارے اس ایک ہونے کو دو نہیں بناسکتا۔ہمیں قدرت کے فیصلے پر رضامند ہونا چاہیے۔‘‘[27]

ابوالکلام اور علامہ اقبال کے موقف کا موازنہ کرتے ہوئے ڈاکٹرایوب صابر رقمطراز ہیں:

> ’’ہندواور مسلمان ہزار برس کی مشترک زندگی کے باوجود الگ الگ قومیں تھیں۔ابوالکلام کا موٗقف درست نہیں تھا۔درست نظریہ وہی تھا جسے اقبال نے پیش کیا اور ۱۹۰۶ء سے ۱۹۳۸ء تک مسلسل اس کی آبیاری کی۔ علامہ اقبال کا یہ کارنامہ ہے کہ ابوالکلام آزاد اور مولانا حسین احمد مدنی جیسے اکابر نیشنلسٹ علما کا سحر توڑ دیا۔ہندی مسلمانوں نے ان کی بات ردّ کر دی اور اقبال کے نظریے کو اپنالیا۔

---

[26] محمد اکرام، شیخ، موج کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1994،ص255
Moḥammad Ākrām, Shykh, *“Mwj Kwcr”*, Ādārah Sqāft Āslāmīah, 1994, p.255

[27] آزاد، ابوالکلام، ایک ہمہ گیر شخصیت،اقبال اکادی لاہور، 1976، ص106
Āzād, Ābw-āl-Klām, “Āīk Hmah Gīr Shkhsīt, Iqbāl Akādmi Pākistān Lāhore, 1976, p.106

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

پاکستان کی تجویز جب کانگرس نے بھی مان لی تو ابوالکلام بہت مایوس ہوئے اور جب، ان کے آخری سہارے گاندھی نے بھی اس تجویز سے اتفاق کرلیا تو ان کے صدمے کی انتہا نہ رہی۔''[28]

محمد علی جوہر، اقبال کے مداح اور ارادت مند تھے لیکن پوری طرح اقبال کی پیروی نہ کی بلکہ وطنی قومیّت کے جوش میں اقبال کے خلاف، یکے بعددیگرے، پانچ مضامین لکھ کر شائع کردیے۔جامعہ ٔ ملیہ کے اہلِ علم و دانش نے محمد علی کی روایت کو، ایک حد تک، زندہ رکھا ہوا ہے اور اقبال پر اعتراضات کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔مولانا مدنی نے علامہ اقبال کے خلاف ایک رسالہ بعنوان ''متحدہ قومیّت اور اسلام'' تصنیف کیا جس میں ''متحدہ قومیّت'' کے لیے اسلامی دلائل فراہم کرنے کی کوشش کی۔اس سے پہلے ''معرکہ ٔ دین و وطن'' کا آغاز ہو چکا تھا۔دیوبندی مسلک کے وہ علماجو مولانا مدنیؒ سے ارادت رکھتے تھے، علامہ اقبال پر تنقید کرتے رہے۔ابوالکلام آزاد کے اثرات علما سمیت ہندی قوم پرست مسلمانوں بلکہ ہندوؤں تک وسیع ہیں۔

ابوالکلام آزاد، محمد علی جوہر اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کے اثرات برابر کام کررہے ہیں۔ہندی وطنی قومیّت کی حمایت اور علامہ اقبال کے خلاف مہم جاری ہے۔متحدہ قومیّت کے حامی پاکستانی علماء کو دشواریوں کا سامنا ہے۔دینی علم کے اعتبار سے مولانا حسین احمد مدنی کا مرتبہ بلاشبہ ایک حقیقت ہے۔مسلم لیگ سے نکلنے کے بعد انھوں نے کانگرس کا ساتھ دیا، اور متحدہ وطنی قومیّت کے علمبردار بن گئے۔جنوری ۱۹۳۸ء میں صدر بازار دہلی میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے، انھوں نے کہا:

''موجودہ زمانے میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں۔نسل یا مذہب سے نہیں بنتیں۔دیکھو انگلستان کے بسنے والے ایک قوم شمار کیے جاتے ہیں، حالانکہ ان میں یہودی بھی ہیں، نصرانی بھی، پروٹیسٹینٹ بھی، کیتھولک بھی، یہی حال امریکہ، جاپان اور فرانس کا ہے۔''[29]

علامہ اقبال نے اپنی عمر کا نصف ''اسلامی قومیّت اور ملت'' کے اسلامی نقطہ ٔنظر کی تشریح و توضیح میں گزارا تھا۔'' انھوں نے مولانا مدنی کے بیان کی تردید زوردار انداز کے ساتھ کی'ان کے درج ذیل اشعار اس حوالے سے اہم ہیں:

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است!
سرود برسرِ منبر کہ ملت از وطن است چہ بے خبر زمقامِ محمد عربی است
بمصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر بہ اونر سیدی تمام بولہبی است[30]

---

[28] آزاد، ابوالکلام، ''ایک ہمہ گیر شخصیت''،اقبال اکادمی لاہور، 1976، ص106
Āzād, Ābw-āl-Klām, *"Āīk Hmah Gīr Shkhsīt"*, Iqbāl Akādmi Pākistān Lāhore, 1976, p.106

[29] مدنی، حسین احمد، مولانا، ''متحدہ قومیت اور اسلام''،مکتبہ محمودیہ، لاہور، 1975، ص4
Mdnī, Hsīn Āhmd, Mwlānah, *"Mthdah Qwmīt āūr, Āslām"*, Mktbah Mhmwdīh, Lāhore, 1975, p.4

[30] محمد اقبال، علامہ،''کلیاتِ اقبال فارسی(ارمغانِ حجاز)''، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور،2019،ص754
Moḥammad Iqbāl, Allāmah, *"Kulliyyāt-I-Iqbāl Fārsi (Ārmghān Ḥājāz)"*, Iqbāl Akādmi Pākistān, Lāhore, 2019, p.754

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

”معلوم ہوتا ہے کہ عجمی لوگ دینِ اسلام کی حقیقت سے ابھی تک بے خبر ہیں، ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے سربراہ منبرپربیٹھ کر اعلان کرتے کہ قوم کی بنیاد وطن ہے۔یہ بات تعلیماتِ محمدﷺ سے بلاشبہ بے خبری کو ظاہر کرتی ہے۔خود کو مصطفےٰ کی تعلیم سے آشنا کر (اور وطنی قومیّت کا نظریہ اختیار نہ کر)۔ورنہ تُو پوری طرح گمراہ ہو جائے گا۔“

درج بالا اشعار کے بعد مسئلہ قومیّت نے دو قابل احترام ہستیوں کے مابین ایک معرکے کی شکل اختیار کرلی۔یہ واقعات ۱۹۳۸ء کے ہیں۔اس دوران کچھ وضاحتیں مولانا مدنی نے کیں اور ایک معرکہ آرا مضمون علامہ اقبال کا شائع ہوا‘ جو اب ”جغرافیائی حدود اور مسلمان“ کے عنوان سے ’مقالاتِ اقبال‘ میں شامل ہے۔مولانا طالوت نے کوشش کی کہ اس نزاع کا خاتمہ ہوجائے اور علامہ اقبال مولانا مدنی کی پوزیشن صاف کردیں۔کسی حد تک اس میں وہ کامیاب ہوگئے۔مولانا مدنیؒ ’متحدہ قومیّت اور اسلام‘نامی رسالہ مرتب کررہے تھے جس پر اقبال کی وفات کے باعث کام روک دیاتھا لیکن ۱۹۳۹ء میں اسے شائع کردیا۔اس میں انھوں نے اپنے مؤقف کی مزید وضاحت کی۔چنانچہ ہندی وطنی قومیّت کی حمایت ایک کتاب کی صورت میں کی گئی تھی اس لیے مولانا حسین احمد مدنیؒ ہندی قوم پرست مسلمان راہ نما کی حیثیت سے بہت نمایاں ہوگئے۔اس رسالے کی ابتدا میں وہ خط و کتابت بھی شامل ہے، جو مولانا طالوت نے دونوں اکابر سے کی تھی۔

مولانا طالوت کی اقبال اور مولانا مدنیؒ کے حوالے سے جو خط و کتابت ہوئی اس حوالے سے ڈاکٹر ایوب صابر رقمطراز ہیں:

”مولانا عبدالرشید نسیم جن کا عربی تخلص طالوت تھا، دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔انھوں نے پہلے مولانا مدنی کو خط لکھا۔(اس خط کو خدا جانے کیوں’متحدہ قومیّت اور اسلام‘ میں شامل نہ کیاگیا) مولانا مدنی نے اس خط کے جواب میں وہ باتیں لکھ دیں جو انھوں نے صدر بازار دہلی کے جلسے میں کہی تھیں۔یہ ”وضاحت“ بھی کی کہ ”میں نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ مذہب و ملت کا دارومدار وطنیت پر ہے، یہ بالکل افترا اور دجل ہے۔“ مولانا نے یہ بھی لکھا کہ ڈاکٹر اقبال نے ملت اور قوم کو مترادف سمجھ کر اعتراض کیا ہے، جوغلط ہے۔مولانا نے یہ اعتراض بھی کیا کہ ڈاکٹر اقبال نے غلط اخباری پروپیگنڈے کی بنا پر ”سرودبرسرمنبر کہ ملت از وطن است کہہ دیا“۔اور اس سلسلے میں کوئی تحقیق نہ کی۔“[31]

جبکہ مولانا مدنی نے اس خط میں واضح طورپر وطنی قومیّت کی تلقین کی‘ فرماتے ہیں:

”لہٰذا اشد ضرورت ہے کہ تمام باشندگان ملک کو منظّم کیا جائے اور ان کو ایک ہی رشتے میں منسلک کرکے کامیابی کے میدان میں گامزن بنایاجائے۔ہندوستان کے مختلف عناصر اور متفرق ملل کے لیے کوئی رشتۂ اتحاد بجز متحدہ قومیّت کے نہیں، جس کی اساس محض وطنیت ہی ہوسکتی ہے۔اس کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ کانگرس نے ابتدا ہی سے اس امر کو اپنے اغراض ومقاصد میں داخل کیاہے۔“[32]

[31] ایوب صابر،ڈاکٹر،”اقبال کی شخصیت اور فکروفن پراعتراضات(ایک مطالعہ)“، اقبال اکادمی پاکستان، 2018،ج۱،ص112
Āyūb Sābr, Dr., *“Iqbāl ky Shkhsyt āūr Fkr-w-Fn pr aʿtrājāt (Āyk Mṭālʿah)”*, Iqbāl Akādmi Pākistān, āywān-e-Iqbāl, Lāhore, 2018, vol.1, p.112

[32] مدنی، حسین احمد، مولانا، ”متحدہ قومیت اور اسلام“،مکتبہ محمودیہ، لاہور، 1975، ص 3

Mdnī, Hsīn Āhmd, Mwlānah, *“Mthdah Qwmīt āūr, Āslām”*, Mktbah Mhmwdīh, Lāhore, 1975, p.3

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

مولاناطالوت نے علامہ اقبال کے نام اپنے مکتوب میں مولانا مدنی کا یہ اہم اقتباس حذف کر دیا بلکہ ان کے خط کے تمام ایسے اندراجات حذف کردیے جن پر اقبال کو اعتراض ہو سکتا تھا۔خط کے آخر میں مولانا طالوت نے علامہ اقبال کو لکھا:

"یہ مولانا(مدنی کی تقریر کے وہ اقتباس ہیں، جو میرے نزدیک ضروری تھے کہ آپ کی نظرسے گزرجائیں، جہاں تک میرا خیال ہے، مولانا کی پوزیشن صاف ہے اور آپ کی نظم کا اساس غلط پروپیگنڈے پرہے۔آپ کے نزدیک بھی اگر مولانا بے قصور ہوں، تو مہربانی فرما کر، اپنی عالی ظرفی کی بنا پر، اخبارات میں ان کی پوزیشن صاف فرمایئے، بصورتِ دیگر مجھے اپنے خیالات سے مطلع فرمایئے، تاکہ مولانا سے مزید تشفی کرلی جائے، ہمارے جیسے نیازمند جو دونوں حضرات کے عقیدت کیش ہیں، دوگونہ رنج وعذاب میں مبتلا ہیں۔اُمید ہے کہ باوجودعدیم الفرصتی کے ہمیں اس ورطۂ حیرانی سے نکالنے میں آیۂ رحمت ثابت ہوں گے۔"[33]

علامہ اقبال نے طالوت کے نام اپنے جواب میں لکھا:

"مولوی صاحب نے یہ جو فرمایا ہے کہ آج کل قومیں اوطان سے بنتی ہیں، اگر ان کا مقصود ان الفاظ سے صرف ایک امرِ واقعہ کو بیان کرنا ہے، تو اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا، کیونکہ فرنگی سیاست کا نظریہ ایشیا میں بھی مقبول ہورہا ہے۔البتہ اگر ان کا مقصود یہ تھا کہ ہندی مسلمان بھی اس نظریے کو قبول کرلیں، تو پھر بحث کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے، کیونکہ کسی نظریے کو اختیار کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ وہ اسلام کے مطابق ہے یا منافی۔۔۔۔۔۔۔اگر مذکورہ بالاان کا مقصد وہی ہے جو میں نے اوپرلکھا ہے، تو اس کے مشورے کو اپنے ایمان اور دیانت کی رو سے اسلام کی روح اور اس کے اساسی اصولوں کے خلاف جانتا ہوں، میرے نزدیک ایسا مشورہ مولوی صاحب کے شایانِ شان نہیں، اور مسلمانانِ ہند کی گمراہی کا باعث ہوگا۔"[34]

اسی طرح علامہ اقبال نے یہ مسئلہ عالی ظرفی اور خوش اسلوبی کے ساتھ حل کردیا۔ان کی وفات کے بعد مولانا مدنی کا رسالہ "متحدہ قومیّت اور اسلام" شائع ہوا تو اس میں "متحدہ قومیت" کا مشورہ موجود تھا بلکہ متحدہ قومیت کی تلقین بار بار زوردار الفاظ کے ساتھ کی گئی تھی۔"میثاقِ مدینہ" سے اس کا اسلامی جواز بھی فراہم کیاگیا۔"ارمغان حجاز" شائع ہوئی تو اس میں بھی مذکورہ اشعار شامل تھے۔جو بحث ختم ہوگئی تھی وہ دوبارہ شروع ہوگئی اور تاحال جاری ہے۔

ڈاکٹر ایوب صابر کے بقول:

"متعدد صاحبانِ علم نے مولانا مدنی کے مذہبی دلائل کا جواب لکھا۔ابوالاعلیٰ مودودی نے "متحدہ قومیّت اور اسلام" کی تردید میں ایک کتابچہ "مسئلہ قومیّت" کے عنوان سے شائع کیا۔انھوں نے مولانا مدنی سے درخواست کی کہ اپنی غلطی تسلیم کر لیں اور ظالمانہ سیاست کو اسلامی ڈھال فراہم نہ

[33] ایضاً، ص14

Ibid, p.14

[34] مدنی، حسین احمد، مولانا، **"متحدہ قومیت اور اسلام"**،مکتبہ محمودیہ، لاہور، 1975، ص15

Mdnī, Hsīn Āhmd, Mwlānah, *"Mthdah Qwmīt āūr, Āslām"*, Mktbah Mhmwdīh, Lāhore, 1975, p.15

کریں ورنہ آپ کی تحریریں فتنہ بن جائیں گی۔جواباً سیدمودودی کی تحریروں کو مرزائیت سے زیادہ خطرناک قرار دیاگیا۔"[35]

6- خلاصہ بحث

ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت نے پاکستان کی صورت میں متحدہ قومیت کے تصور کی نفی کرکے ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کے ساتھ ساتھ ان اکابر مسلمانوں کے تصور قومیت سے اتفاق نہیں کیا جس سے ہندو اور مسلم ایک قوم کا تصور پیدا ہوتا تھا۔ہاں انھوں نے علامہ کے مسلم تصور قومیت کو اسلام اور ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے بہترخیال کیا۔متحدہ قومیت کی بحث کو اب تقریباً ایک صدی ہونے کو ہے، مختلف اوقات میں دونوں طرف سے آج بھی دلائل دیے جاتے ہیں۔پاکستان میں رہنے والے اہل علم کی اکثریت آج بھی علامہ کے نقطہ نظر کو درست خیال کرتی ہے جبکہ ہندوستان میں رہنے والے مسلمان تقسیم ہیں۔شایداُس کی وجہ وہاں پر سیاسی حکومتوں کی اسلام دشمن پالیسیاں اور ہندوتوا کے وہ نعرے ہیں جن سے مسلمان عدم تحفظ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

---

[35] ایوب صابر،ڈاکٹر،"اقبال کی شخصیت اور فکروفن پراعتراضات(ایک مطالعہ)"، اقبال اکادمی پاکستان، 2018، ص115
Āyūb Sābr, Dr., *"Iqbāl ky Shkhsyt āūr Fkr-w-Fn pr āctrājāt, Āyk Mṭālcah"*, Iqbāl Akādmi Pākistān, āywān-e-Iqbāl, Lāhore, 2018, vol.1, p.115

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

کتابیات

- خورشید ندیم، کالم بعنوان: **"قوم سازی"**، روزنامہ دنیا، 19مارچ2022
- محمد منور، پروفیسر ،**"ایقانِ اقبال"**، اقبال اکادمی پاکستان،2012
- محمد اقبال، علامہ،**"کلیاتِ اقبال فارسی(رموزِ بے خودی)"**، مکتبہ دانیال لاہور،2022
- البیرونی، **"کتاب الہند"**، ابوریحان بک ٹاک، ٹمپل روڈ لاہور،2008
- نذیرنیازی، سید،**"اقبال کے حضور"**،اقبال اکادمی پاکستان،ایوان اقبال لاہور،1981
- احمد بن حنبل،ابوعبداللہ بن محمد،**"المسند"**،المکتب الاسلامی،1398ھ
- محمد اقبال، علامہ،**"کلیات اقبال اُردو (بال جبریل)"**،اقبال اکادمی پاکستان،2018
- محمد اقبال، علامہ،**"کلیاتِ اقبال فارسی(جاوید نامہ)"**،مکتبہ دانیال لاہور،2022
- محمد اقبال، علامہ،**"کلیات اقبال اُردو (ضرب کلیم)"**،اقبال اکادمی پاکستان،2018
- محمد اقبال، علامہ،**"کلیاتِ اقبال فارسی(پیام مشرق)"**، مکتبہ دانیال لاہور،2022
- ایوب صابر، ڈاکٹر، **"اقبال کی شخصیت اور فکروفن پر اعتراضات، ایک مطالعہ"**، اقبال اکادمی پاکستان، ایوانِ اقبال، لاہور،2018
- محمد اقبال، علامہ،**"کلیات اقبال اُردو (بانگ درا)"**،اقبال اکادمی پاکستان،2018
- ارشاد شاکر اعوان،ڈاکٹر،اقبال کا تصورِ ملت اور آزادیِ ہند،اقبال اکادمی پاکستان،2018
- محمد اکرام، شیخ، موج کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1994
- آزاد، ابوالکلام، **"ایک ہمہ گیر شخصیت"**،اقبال اکادمی لاہور، 1976
- مدنی، حسین احمد، مولانا، **"متحدہ قومیت اور اسلام"**،مکتبہ محمودیہ، لاہور، 1975
- محمد اقبال، علامہ،**"کلیاتِ اقبال فارسی(ارمغانِ حجاز)"**، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور،2019

Moḥammad Iqbal, Dr, *"The Reconstruction of Religious Thought in Islam"*, Iqbal Academy Pakistan, Lahore, 2019